ڈاکٹر محمد یوسف خشک
صدر شعبہ اردو، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور

کثیر ثقافتیت، عالمگیریت، نسلیت اور سرائیکی عوام

Dr Muhammad Yousuf Khushk
Head, Deapartment of Urdu, Shah Abdul Latif University, Khairpur

Multiculturalism, Globalization and Siraiekey People

Linguists, archeologists and literary persons are continuously doing research on the various aspects of Siraiekey language, literature and culture and its scope, but still various aspects are hidden i.e. the origin and temperament of Siraiekey language, its relation with other languages, comparative study of Siraiekey literature and culture belongs to its field as well. After the invention of computer and rapid progress of information technology, the multiculturalism, globalization, and ethnicity are also the hot issues for the scholars of various fields of social sciences. In this scenario how the patronage of Siraiekey language and literature can affect the society, is the main concern of the article.

سرائیکی زبان اس کا علاقہ اور اس سے وابستہ ثقافت وتہذیب کے متعلق ماہرین لسانیات، آثار قدیمہ سے وابستہ افراد مستقل کھوج جاری رکھے ہوئے ہیں، اس کی قدامت اور دائمیت کے متعلق مزید سے سنجیدگی سے غور وفکر کے لیے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے دنیا کے نامور اسکالرز اپنی دلچسپی کی بنیاد پر کچھ حقیقتیں عیاں کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن حکومتی سطح پر جب اس سلسلے میں مزید سنجیدگی کا عنصر داخل ہو رہا ہے تو یقیناً قدامت اور دائمیت کے متعلق نتائج مزید تیزی سے سامنے آنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں لیکن موجودہ صورتحال میں کثیر ثقافتیت، عالمگیریت اور نسلیت کے نقطہ ہائے نظر سے سرائیکی زبان وادب کا کیا مقام ہے اور اس کی پذیرائی سے ملکی وانسانی یکجہتی پر کیا اثرات مرتب ہونگے اس مقالے میں ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

سرائیکی بولنے والے افراد پنجاب کے جن علاقوں میں آباد ہیں ان میں رحیم یار خان، بہاولپور، لودھراں، ملتان، خانیوال، وہاڑی، راجن پور، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ، لیہ، بکھر، میانوالی شامل ہیں، خیبر پختونخواہ صوبے میں ڈیرہ اسماعیل خان (۱)، بلوچستان میں ژوب، جعفر آباد، ڈیرہ مراد جمالی وسبی شامل ہیں اور سندھ کے بیشتر اضلاع (گھوٹکی، جیکب آباد،

کشمور، سکھر، خیر پور، شکار پور، قمبر، لاڑکانہ، نوشہرو فیروز، دادو، بینظیر آباد، جامشورو، بدین، ٹھٹھ، سانگھڑ، حیدر آباد، ٹمیاری، ٹنڈو محمد خان، ٹنڈو اللہ یار، تھر پارکر، عمر کوٹ) سرائیکی بولنے والے آباد ہیں۔ یہ صورتحال صرف سرسری سی نظر ڈالنے سے سامنے آجاتی ہے جبکہ اس موضوع پر یعنی پاکستان میں سرائیکی بولنے والے افراد کی آبادی پر مزید تحقیق کی جائے تو ان علاقوں کے ناموں میں اضافہ ہونے کے وسیع امکانات موجود ہیں۔

دوسری طرف اگر دیکھا جائے پنجاب میں بولی جانے والی سرائیکی میں پنجابی کے الفاظ و محاورے، سندھ میں بولی جانے والی سرائیکی میں سندھی کے الفاظ و محاورے، بلوچستان کے علاقے میں بولی جانے والی سرائیکی میں بلوچی الفاظ، تشبیہات و محاورے اور خیبر پختونخواہ میں بولی جانے والی سرائیکی میں پشتو اور وہاں کی مقامی زبانوں کے الفاظ اور محاورے مستعمل ہو کر نہ صرف سرائیکی کا حصہ بن چکے ہیں بلکہ اسی طرح سرائیکی کے الفاظ و محاورے ان تمام زبانوں کے خمیر میں شیر و شکر کی مثل ہو گئے ہیں۔

ماہرین لسانیات جب سرائیکی کو سنسکرت سے بھی قدیم بتاتے ہیں (۲)، سرائیکی کو آریاؤں کی آمد سے پہلے، اس کے اندر دراوڑی زبان کے الفاظ کا سراغ لگاتے ہیں۔ رگ وید کی کتاب جو ۱۵۰۰ ق م میں لکھی گئی اس میں سرائیکی و فارسی کی آمیزش تلاش کر لیتے ہیں یا مہابھارت کو لکھنے والے کو ملتان کا بتاتے ہوئے مہابھارت میں سرائیکی الفاظ کی اچھی خاصی تعداد کی خبر دیتے ہیں، یا اسی طرح عربی و فارسی الفاظ کی آمیزش کے ثبوت پیش کرتے ہیں، ان تمام محققین کی تحقیق سرائیکی کے ساتھ ساتھ سرزمین پاکستان کے قدیم ادوار میں بین الاقوامی تعلقات کا پتہ دیتی ہے۔

پاکستان کی موجودہ صورتحال کا تعلق ہے تو سرائیکی زبان و ادب قومی وحدت کو اجاگر کرنے میں نمایاں کردار ادا کر سکتا ہے۔ ایک طرف تو چاروں صوبوں میں براہ راست سرائیکی بولنے والے افراد آباد ہیں اور دوم وہ پیدائشی ذولسانی ہیں جس کی وجہ سے اپنی مادری زبان کے ساتھ ساتھ ان کو صوبے کی زبان سے بھی اتنا ہی پیار ہے جتنا کہ مادری زبان سے۔ پنجاب میں رہنے والا سرائیکی پیدائشی پنجابی ہے، سندھ میں رہنے والا سرائیکی پیدائشی سندھی ہے، بلوچستان میں رہنے والا سرائیکی پیدائشی بلوچ اور خیبر پختونخواہ میں رہنے والا سرائیکی پیدائشی پٹھان بھی ہے۔ راقم کی نظر میں سرائیکی بولنے والے افراد پاکستان کی وہ نسل ہے جو پیدائشی ذولسانی تو ہے ہی لیکن پاکستان کے تمام صوبوں میں موجود ہونے کی وجہ سے کثیر ثقافتی / ملٹی کلچرل ہیں اس لیے پاکستان کی تقریباً زبانوں اور ان سے وابستہ افراد اور ان کی ثقافتوں کو آپس میں ملانے کے لیے پل (Bridge) کا کردار ادا کرتے ہیں اور اس طرح ہم آہنگی کی فضا کے ساتھ غیر محسوس طریقے سے جغرافیائی وحدت قائم کرتے ہیں۔

اس زبان کے بولنے والے افراد ہر طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں کب، کہاں اور کس طرح ان کی صلاحیتوں کو زیر استعمال لا کر ملکی ترقی کے راستے وا کیے جائیں اس کا دارومدار ہر میدان کے دانشوروں پر منحصر ہے۔

اب ہم موضوع کے دوسرے جز عالمگیریت کی طرف آتے ہیں۔ عالمگیریت کے حوالے سے پاکستان کی موجودہ صورتحال میں کشمیر و چاروں صوبوں کے درمیان لسانی اشتراک کے حوالے سے سرائیکی کو فطری لنگوا فرینکا کی حیثیت حاصل ہے۔ ماضی میں سرائیکی کلچر کو کبھی بھی سرکاری سرپرستی حاصل نہیں رہی باوجود اس کے سرائیکی زبان و ادب کا شاندار انداز میں زندہ رہنا ایک معجزے کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ معجزانہ قوت جو اسے عالمگیریت یا بین الاقوامیت کی طرف لے جاتی ہے وہ

دراصل اس کے ادب میں سمایا ہوا بین الاقوامی صوفیانہ پیغام ہے اور اس کو تیزی سے پھیلانے میں سرائیکی زبان کے مزاج (یعنی میٹھے لہجے) کا عمل دخل ناقابل فراموش ہے۔ سرائیکی ادب آفاقی عنصر یا گلوبل فطرت رکھنے والے موضوعات سے مالا مال ہے یہ ایک وسیع موضوع ہے بہرحال اس میں سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

<u>بے لوث جذبۂ خدمت:</u> دنیا کے تمام مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ انسان یہاں پر (اس دنیا میں) آیا ہی ایک دوسرے کی خدمت کے لیے ہے لیکن جب وہ دنیاوی بھول بھلیا میں اپنے اس مقصد مشن کو بھول کر ذاتی حرص وحوس کی تکمیل کو اپنی فتح جانتا ہے تو ایسی صورتحال میں راہ نمائی کے لیے دیگر صوفیا کی طرح سرائیکی زبان کے صوفیا بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہوئے ملتے ہیں بیت ملاحظہ ہو:

دنيا ڍونڍ تي طالب ڪُتي سينا مل ڪر تاڙِي	دنیا ڈھونڈھ تے طالب کتے، سبھنا مل کرتاڑی
هڏي اُتي هوڏ تِنهاندي وڙهندي عمر وهاڻي	ہڈی اُتے ہوڈ تنھاں دی، وڑھندی عمر وہانی
انڌيان عشق الله دا ڇوڙيا پَئي ولوڙن پاڻي	اندھیاں عشق اُ لہٗ دا چھوڑیا، پئے ولوڑن پانی
روحؔل راه رباني ٻاجهون ٻي سڀ ڪوڙ ڪهاڻي	''روحل'' راہ ربانی باجھوں، بی سبھ کوڑ کہانی (۳) (روحل فقیر☆)

اسی طرح عشق، یہ ایک ایسی جنونی کیفیت ہے جو ساری دنیا کی انسان ذات کے ذہنوں میں کہیں بھی اور کسی بھی وقت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ ایک انسانی کامن جذبہ ہے جس کی بنیاد پر انسان خود ایک دوسرے کو سمجھ بھی سکتے ہیں اور سمجھا بھی سکتے ہیں اس سلسلے میں سرائیکی شاعر مراد فقیر کا بیت ملاحظہ ہو:

عاشق نام سڏاوڻ سوکا پر عشق اٹانگا لاوڻ	عاشق نام سڈاون سوکھا، پر عشق اڑانگا لاون
لافان لک مريندي پر هي مشڪل توڙ نياوڻ	لافاں لکھ مریندے، پر ہے مشکل توڑ نبھاون
پل پل يار پياري هٿون ول ول آپ ڪُهاوڻ...	پل پل یار پیارے ہتھوں ول ول آپ کہُاون...
دل اندر ديدار تنهان ڪون ٻاهر پير نہ پاوڻ	دل اندر دیدار تنھاں کوں، باہر پیر نہ پاون
ڪامل عشق مراد تنهان داپيا سڀ ڪوڙ ڪماوڻ()	کامل عشق ''مراد'' تنھاں دا، بیا سبھ کوڑ کماون (۴)

مندرج بالا بیت پر غور کیا جائے تو، عاشق کی انسانی فطرت کو شاعر نے ایسی لفظی تصویر کی معرفت واضح کیا ہے جو دنیا کے ہر کونے کے عاشق سے طبعی مماثلت رکھتی ہے۔

اسی طرح دنیا میں مختلف مذاہب اور ان کے ماننے والے موجود ہیں، ہر مذہب کی عبادت کے طور طریقے جدا جدا ہیں۔ ان طور طریقوں کے جدا جدا ہونے کی وجہ سے ایک مذہبی تفریق، میرا مذہب، تمہارا مذہب کے تضاد پیدا ہوئے ہیں لیکن سرائیکی کا صوفی شاعران تضادات سے دور نظر آتا ہے اور دیگر صوفیا کرام کی طرح ہر مذہب کو محبت کا پیغام سمجھ کر اس کی کامیابی کا دارومدار رسم عبادت کو نہیں بلکہ نیت یا دلی سوچ کو قرار دیتا ہے:

مسلمان مسجد ويندي هندو پوڄيندي پٿر پاڻي	مسلمان مسجد ویندے ہندو پوجیندی پتھر پانی
اي دل عظيم عرش الله داجنهن وچ جوت سماڻي	اے دل عظیم عرش اللہ دا جھن وچ جوت سمانی

تن من نال ڪرين تت سجدا بيشڪ شرڪ نه اَٿي
جو حج حضور مراد اِٿاهين بي سپ ڪوڙ ڪهاڻي

تن من نال کریں تت سجدا بیشک شرک نہ آنی
جو حج حضور ''مراد'' اتھاھیں بی سب کوڑ کہانی (۵)

فرق ڪفر اسلام نه ڪوئي ،ڄاڻ اهوئي ڄاڻين
ڪافر مومن هڪواَها، غير نه اٿا اَٽين
ڪل شي ۽ هو الله، سڀ صورت ايڪ سڃاڻين

فرق کفر اسلام نہ کوئی، علم اہوئی جانیں
کافر مومن ہکوآہا، غیر نہ اتھا آنیں
کل شی ءھواللہ، سبھ صورت ایک پہچانیں (۶)

نا مين سنّي نا مين شيعا، نا مين ڏوھ ثواب
نا مين شرعي نا مين ورعي، نا مين رنگ رباب
نا مين مُلا نامين قاضي، نا مين شور شراب
ذات سچّل دي ڪيهي پُڇدئين !.... نالي تا ناياب

نامیں سنی نامیں شیعا، نامیں ڈوہ ثواب
نامیں شرعی نامیں ورعی، نامیں رنگ رباب
نامیں ملانامیں قاضی، نامیں شور شراب
ذات سچل دی کیہی پچھدئین !۔۔نالے تانایاب (۷)

موضوع کے تیسرے پہلونسلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سرائیکی شاعری کو دیکھا جائے تو سرائیکی شعراو دانشور، نسل پرستی ذات پرستی یا مخصوص خونی رشتوں کے کبھی بھی حامی نہیں رہے بلکہ انسانی پیار کے حامل رہے ہیں۔ان کا مسلک ہمیشہ پیار رہا ہے، وہ رنگ، نسل وجغرافیائی حدود سے بالاتر ہوکر جوگیوں کی طرح ہر در پر، امن، بھائی چارے اور محبت کی بین بجاتے آئے ہیں۔ان کا پیغام دنیا کی عوام کے لیے ہے وہ ہر در پر جا کر اس پیغام محبت کو عام کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

ہر صورت وچ یار کو جانیں　　　غیر نہیں موجود
سمجھ اعداد کو سمجھیں واحد　　　کثرت ہے مفقود (۸)

ناوت پیر مشائخ تھیوسی، ناوت نانہ نجومی
ناوت ہندی، سندھی، شامی، ناوت زنگی، رومی (۹)

صوفی کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جس وقت مقامی رنگ، مقامی زبان، مقامی داستان، مقامی عشق، مقامی لوگوں کی عادات کو پیش کر رہا ہوتا ہے وہ بظاہر علاقائی ہوتی ہیں، لیکن اس کی شاعری میں سے جو فکری پھول کھلتا ہے اس کی خوشبو علاقائی حد بندیوں سے آزاد آفاقی ہوتی ہے۔ پھر وہ بھنبھور بھنبھور نہیں رہتا، رانجھا رانجھا نہیں رہتا بلکہ آفاقی رانجھا بن جاتا ہے، جس طرح مست توکلی کے ہاں آگ تو بلوچستان میں جلتی ملتی ہے لیکن اس کی گرمی آفاقی ہے، بالکل اسی طرح سرائیکی صوفی شاعر کے ہاں جب ذات کا تصور آتا ہے تو انسانی ذات میں بدل جاتا ہے جس میں ایک خدا کا روح کا من ہے۔

سج کڈاہیں مول نہ ویکھے، پاک پلیتاں جائیں
سچل ہر کنھن شی وچ اینویں سیر کریندا سائیں (۱۰)

آج دنیا ملٹی کلچرازم کا فروغ چاہتی ہے کیونکہ اس سے حسن نظر میں تیزی آئے گی، مکسچر کے نتیجے میں چننے اور چھوڑنے کی چوائسز بڑھ جائیں گی ایستھیٹک سینس کو تقویت فراہم ہوگی، ایک کراس کلچر پیدا ہوگا اضافی ثقافت جنم لے گی اور قربتیں مزید بڑھیں گی اس سب پر ۲۱ویں صدی میں زیادہ زور دیا جا رہا ہے جبکہ سرائیکی عوام کے مزاج اور شعرا کے مطالعہ کلام سے واضح ہے کہ وہ صدیوں سے اس نظریے کے مبلغ ہیں۔ کمپیوٹر کی ایجاد کے بعد دنیا گلوبل ولیج کہلائی اور عالمگیریت کی ڈائنامکس کو زیر بحث لایا گیا، جب کہ یہ سب کچھ دنیا کے تمام صوفیوں کی طرح سرائیکی صوفیا کا بھی بنیادی موضوع رہتا آیا ہے۔ جہاں تک ذات ونسلیت پسندی کا تعلق ہے تو سرائیکی شعرا کے ہاں ذات کا تصور انسانی ذات میں اور نسل کا تصور انسانی نسل میں بدل جاتا ہے۔ اس لیے سرائیکی زبان وادب کی طرف توجہ دنیا کی طرف توجہ اور انسانیت کی طرف توجہ ہے اور اس توجہ کو وقت کی ضرورت کی ضرورت سمجھنا چاہیئے کیونکہ سرائیکی زبان وادب کی ترقی میں کثیرالثقافت پاکستان زبان وادب کی ترقی، نظریہ عالمگیریت کا فروغ اور انسانیت کی ترقی وابستہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد اشرف کمال، سرائیکی زبان اور بکھر کے سرائیکی شعرا، مشمولہ الماس ۱۳، تحقیقی مجلّہ، شعبہ اردو شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور ۱۲۔۲۰۱۱ء، ص ۲۰۳

۲۔ محمد یحییٰ، ڈاکٹر، فارسی زبان کے سرائیکی پر اثرات مشمولہ پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں پر فارسی زبان کا اثر، مرتبہ: سید غیور حسین، الہدیٰ بین الاقوامی پبلشر، پشاور ۲۰۰۵ء ص ۱۷۴

۳۔ ڪنبڙي وارن جو ڪلام (روحل فقير ۽ مراد فقير) لطف الله بدوي سنڌي ادبي بورڊ ڄامشورو حيدرآباد سنڌ ۱۹٦۴ء ص ۷۵

۴۔ ڪنبڙي وارن جو ڪلام (روحل فقير ۽ مراد فقير) لطف الله بدوي سنڌي ادبي بورڊ ڄامشورو حيدرآباد سنڌ ۱۹٦۴ء ص ۱۵۲

۵۔ ڪنبڙي وارن جو ڪلام (روحل فقير ۽ مراد فقير) لطف الله بدوي سنڌي ادبي بورڊ ڄامشورو حيدرآباد سنڌ ۱۹٦۴ء ص ۱۵۲

٦۔ سچل جو سرائيڪي ڪلام مرتب مولانا محمد صادق راڻيپوري روشني پبليڪشن ڪنڊيارو ۱۹۹۷ء ص ۳۹۳

۷۔ سچل جو سرائيڪي ڪلام مرتب مولانا محمد صادق راڻيپوري روشني پبليڪشن ڪنڊيارو ۱۹۹۷ء ص ۳۹۹

۸۔ کلام حضرت خواجہ غلام فرید، از پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، مکتبہ دانیال لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۲۰۔

۹۔ سچل جو سرائيڪي ڪلام مرتب مولانا محمد صادق راڻيپوري روشني پبليڪشن ڪنڊيارو ۱۹۹۷ء ص ۳٦۹

۱۰۔ سچل جو سرائيڪي ڪلام مرتب مولانا محمد صادق راڻيپوري روشني پبليڪشن ڪنڊيارو ۱۹۹۷ء ص ۳٦٦